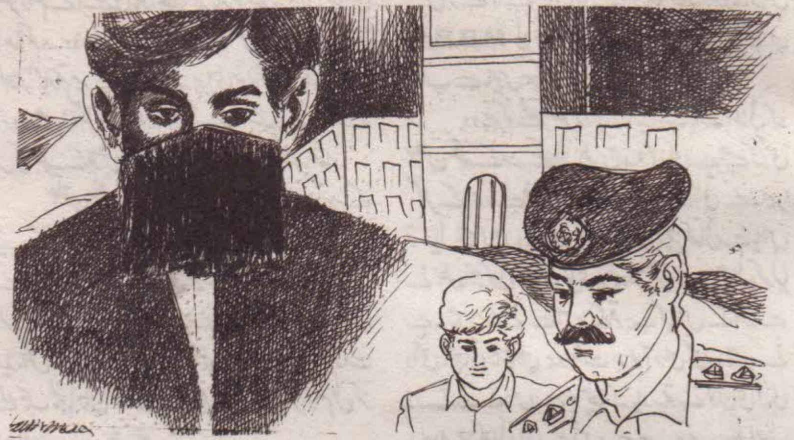

مہنگی دوستی

رضوان قیوم۔راولپنڈی

جنگل کے وسط میں بیٹھا نوجوان تھر تھر کانپ رہا تھا اور اس کے سامنے درخت پر بیٹھا ایک عجیب الخلقت کوا، نوجوان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک دلخراش منظر رونما ہوا۔

ایک مافوق الفطرت کی دل ودماغ کولرزادینے والی اور خوف کے شکنجے میں جکڑتی کہانی

یہ پراسرار مافوق الفطرت کہانی کو مجھے ایک بزرگ ڈاکٹر فہیم گل نے یوں سنایا کہ:

بقول ڈاکٹر صاحب کہ یہ 1947ء کی بات ہے کہ میں ٹیکسلا سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے بمبئی شہر میں رائل میڈیکل اکیڈمی گیا۔ اس زمانہ میں M.B.B.S. کا کورس 3 سال پر مشتمل تھا۔ رائل میڈیکل اکیڈمی میں اسٹوڈنٹس کی رہائش کے لیے ہاسٹل میں کمرے بنائے گئے تھے۔ ہر کمرہ میں 3 سٹوڈنٹس رہ سکتے تھے۔ ہم تین اسٹوڈنٹس یعنی میرے علاوہ سنگر رام اور جلتن سنگھ کو ہاسٹل کا کمرہ نمبر 21/B ملا تھا۔

میں پڑھائی کے معاملہ میں درمیانی دماغی سطح کا تھا۔ جبکہ سنگر رام جس کا تعلق کندھا گاؤں (جالندھر) سے تھا۔ وہ کتابی کیڑا یعنی انتہائی پڑھاکو تھا۔ جبکہ جلتن سنگھ امرتسر کا رہنے والا تھا۔ وہ جس مقصد یعنی ڈاکٹری تعلیم حاصل

کرنے آیا تھا اسے اس کی کوئی فکر نہ تھی۔ حالانکہ میں نے اور سنقر رام نے اسے کئی بار سمجھایا کہ یار تم میڈیکل کی کتابیں پڑھا کرو۔ وہ ہماری اس بات سے بعض دفعہ ناراض ہوکر کہتا۔ ”یار تم میرے ذاتی مسئلہ پر اپنی خواہ مخواہ ٹانگ نہ اڑایا کرو۔ میں ڈاکٹر بنوں یا نہ بنوں، یہ میرا مسئلہ ہے۔“ ہم نے اس کی تنبیہ کے پیشِ نظر اسے کچھ سمجھانا ہی چھوڑ دیا تھا۔

جلتن سنگھ کے بارے میں پتا چلا کہ وہ امرتسر کے ایک رئیس سکھ خاندان کا اکلوتا بیٹا تھا اور اس کے باپ نے اسے میڈیکل تعلیم کے ابتدائی ٹیسٹ میں کوئی بڑی سفارش کروا کر اسے رعائتی پاس کروایا ہے۔ اور اسی بنیاد پر وہ بمبئی میڈیکل اکیڈمی میں آیا تھا۔ جلتن سنگھ اپنے بستر پر رات گئے تک لمبی تان کر سوتا رہتا جبکہ میں اور سنقر رام مل کر پڑھائی کرتے رہتے تھے۔

جلتن سنگھ کا معمول تھا کہ وہ اپنی کلاسیں کم لیتا تھا اور اپنا زیادہ تر وقت ہاسٹل کے کمرے میں سونے میں گزارتا تھا اور ہم یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ سوتے ہوئے کچھ بڑبڑاتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ وہ کسی سے ہم کلام ہو اور بعض دفعہ وہ اپنے ہونٹ اس طرح چلاتا جیسے کہ کچھ کھا رہا ہو اور ہر چند لمحے بعد اس کے چہرے پر نیا Impression ہوتا تھا۔

سنقر رام نے ایک دن مجھے اشارتاً کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ جلتن سنگھ پر کوئی اوپری اثر ہوگیا ہے۔ یار یہ اس طرح پوستیوں کی طرح پڑا اپنی تعلیم سے لاپرواہ رہا تو اس کا یہ تعلیمی سال ضائع ہوجائے گا۔ ہمیں اس بےوقوف کے بارے میں کچھ سوچنا اور عملی طور پر کرنا چاہئے۔ میں نے سنقر رام کو یہ تجویز دی تو اس نے مجھ سے کہا کہ کل صبح اس کے بارے میں اکیڈمی کے وائس ڈین مسٹر کمار یادھو سے بات کریں گے۔

صبح ہم دونوں ڈین مسٹر کمار یادھو سے ملے۔ انہوں نے ہماری بات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ دونوں صرف اور صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دیں۔ یہ جلتن سنگھ کا ذاتی معاملہ ہے۔ وہ ڈاکٹر بنے یا نہ بنے۔ وہ اگر ڈاکٹر نہ بھی بنا تو اس کا باپ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ اسے اتنا روپیہ پیسہ دے سکے گا کہ وہ اپنی بیوی بچوں کو باآسانی اعلیٰ طریقہ سے زندگی گزار سکتا ہے۔ اصل مسئلہ تم غریب خاندان سے تعلق رکھنے والے بچوں کا ہے جن کا سارا دارومدار اس M.B.B.S. کی ڈگری پر ہے۔ ہم دونوں اس کے اس جواب سے مایوس ہوکر واپس آ گئے۔

دوپہر کو مجھے سنقر رام نے یہ عجیب بات بتلائی کہ جلتن سنگھ کے منہ سے اس طرح بدبوٗ آ رہی ہے جیسے کہ کسی گٹر کے اندر سے فضلات کے سڑنے سے آتی ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ اس نے کوئی انتہائی گندی چیز کھائی ہے یا اس نے بطور نشہ کوئی انتہائی غلیظ بدبودار مشروب استعمال کرلیا ہے۔ میں بہانے سے اس کے قریب گیا اس کے منہ سے واقعی انتہائی ناقابلِ برداشت بدبو آ رہی تھی۔ میں نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا کہ یار یہ تو نے کون سی ایسی بدبودار چیز کھائی یا پی ہے جس سے پورے کمرے کا ماحول انتہائی بدبودار ہوگیا ہے۔

اس نے میرے اس سوال پر جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرتے ہوئے مجھے کہا کہ ”میں تمہیں اس کا جواب رات کو دوں گا۔“

”ابھی کیوں نہیں!“ سنقر رام نے اپنے منہ سے یہ جملہ نکالا ہی تھا کہ اس نے ایک بھڑکی دیتے ہوئے کہا کہ ”تو نے اگر آئندہ میرے ذاتی معاملات میں مداخلت کی تو یاد رکھ میں تجھے اپنے خاندانی اثر و رسوخ کے ذریعے اس میڈیکل اکیڈمی سے آؤٹ کروا دوں گا۔“

سنقر رام ڈر گیا۔ اس نے خاموشی اختیار کرلی۔

شام کو اس نے ڈین مسٹر کمار یادھو سے اس مسئلہ پر شکایت کر کے اپنا روم تبدیل کروالیا۔ جبکہ اس کی جگہ کمرے میں کوئی نیا لڑکا نہیں آیا۔ دراصل ان دنوں میڈیکل اکیڈمی میں Ist ٹرم کے امتحانات شروع تھے۔ انتظامیہ کے لوگ اپنی جگہ مصروف تھے اور اسٹوڈنٹس کو اس ٹرم میں کامیابی کی فکر تھی۔

اب میں اپنے کمرہ میں جلتن سنگھ کے ساتھ اکیلا تھا۔ میں دلی طور پر خوفزدہ تھا۔ میں نے بھی دلی طور پر تہیہ کر لیا تھا کہ میں ٹرم کے امتحانات کے بعد اس کمرے سے چھٹکارا حاصل کرلوں گا۔

ایک رات گئے تک میں اپنے کمرے میں پڑھ رہا

تھا کہ جلتن سنگھ نے انتہائی گہری نیند میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ”مجھے چھوڑ دو، میں نے جانا ہے، میں اب تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتا، رک تو سہی میری بات تو سن“۔

میں نے اپنی کتاب جلدی سے چھوڑ دی اور اس کی جانب لپکا، میں نے اس کے پسینہ بھرے چہرے کو اچھی طرح تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ”کیا ہوا جلتن سنگھ گھبراؤ نہیں تم خواب دیکھ رہے ہو۔ آنکھیں کھولو، میں تمھارے قریب ہوں فہیم گل“۔

اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور وہ یکدم مجھ سے لپٹ گیا اور بچوں کی طرح رونے لگا۔ اس کے منہ سے کسی تازہ سیب کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اسے کسی معصوم بچے کی طرح چمکار کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”یار ایزی ہو جاؤ، لگتا ہے تم نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے تم ڈر گئے ہو۔“ مجھ سے پانی مانگا میں نے اسے پانی دیا۔ اس کے بعد وہ بڑے اطمینان سے میرے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے کہا کہ ”اس سے پہلے کہ تو مجھ سے مزید کچھ سوال کرے اور میں تجھے اس کا جواب دوں تو فی الحال میرا ایک کام کر۔“

میں نے اس سے پوچھا۔ ”کیسا کام؟“

اس نے مجھے کہا!

”تو کسی طرح یا کسی طریقہ سے سقر رام کو میرے پاس بلا کر لا“۔

”نہیں یار اس وقت رات کے تقریباً ڈیڑھ بج رہے ہیں اس وقت شاید وہ سو رہا ہو۔ کیونکہ مجھے پتا ہے کہ وہ صبح جلدی اٹھ کر پڑھتا ہے۔“

”نہیں تو ابھی جا“۔ وہ بولا۔

نہیں یار میں نے تجھے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ اس کے پاس اس وقت جانا مناسب نہیں ہے۔ ابھی چند گھنٹے صبر کر لے میں اسے بلا کر لاؤں گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہو سکتا ہے کہ تجھ سے ملنے آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ وہ تجھ سے بہت ڈرا ہوا ہے۔“ میں اسے اپنے تئیں منع کرتا رہا لیکن وہ اس بات پر بضد رہا کہ میں اسے بلا کر لاؤں۔

بہرحال اس کے پرزور اصرار پر میں بڑی ہمت کر کے سقر رام کے نئے کمرہ میں گیا۔ میں نے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو خوش قسمتی سے اس کا ایک ساتھی ابھی تک اسٹڈی کر رہا تھا۔ اس نے پریشان ہو کر پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے اس سے جھوٹ بولا کہ دراصل اس سے پیٹ درد کی ایک پھکی لینی ہے۔“

”اچھا میں اسے اٹھاتا ہوں۔“ اس کے ساتھی نے سقر رام کو اٹھا کر کہا کہ ”فہیم گل کو پیٹ درد کی پھکی چاہئے۔

وہ کسی ٹال مٹول کے اٹھ گیا۔ میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور اسے جلتن سنگھ کا پیغام پہنچایا۔ سقر رام میرے خلافِ توقع ڈرنے کی بجائے بڑی فراخدلی سے دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ”یار وہ جو بھی کچھ ہے، ہے تو ہاسٹل کا روم میٹ ساتھی اور کلاس فیلو۔ چلو میرے ساتھ میں اس کی بات سنتا ہوں۔“ ہم دونوں جب اس کے پاس پہنچے تو جلتن سنگھ نے باقاعدہ پیر پکڑ کے سقر رام سے معافی مانگی اور کہا۔

”یار مجھے میرے پچھلے رویے کی معافی دے دو۔ وہ دراصل میں تم دونوں کو کیسے کھل کر بتلاؤں کہ میں آج کل کس بڑی مصیبت کا شکار ہوں۔“

”کیسی مصیبت“ سقر رام نے اس سے بڑے ملائم انداز میں پوچھا۔

اس نے اپنی کہانی شروع کرتے ہوئے بتایا۔ ”یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں امرتسر کے ایک انگریزی اسکول کے ہاسٹل میں رہتا تھا۔ وہاں ایک دن میری ملاقات ایک بنگالی اسٹوڈنٹ رامپال سے ہوئی۔ اس نے مجھے بتلایا کہ اس کے قبضہ میں ایک ایسا جن دوست ہے جو اس کی دلی خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ ایک دن میں نے رامپال سے کہا کہ یار مجھے بھی اپنے دوست سے ملواؤ۔ تو اس نے مجھے کہا کہ تو میرے ساتھ ”جی ٹی روڈ“ سے ملحقہ جنگلوں میں چل وہاں تجھے میں اپنے دوست سے ملواؤں گا۔ میں بہرحال اس کے ساتھ ”جی ٹی روڈ“ سے ملحقہ جنگلوں میں پہنچا تو وہاں اس نے مجھے ایک ایسے شخص سے ملایا جس کا قد عام آدمی سے اچھا خاصا طویل تھا۔ اور وہ عام آدمیوں کی طرح باتیں کرتے کرتے کوے کی طرح کائیں کائیں کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ آپ

کبھی کبھار کائیں کائیں کی آوازیں کیوں نکالتے ہیں۔ اس نے ہنستے ہوئے رامپال کو کہا کہ اپنے دوست کو بتلاؤ کہ میری حقیقت کیا ہے؟"

"ارے جلتن سنگھ میں تجھے بتلانا بھول گیا کہ ان کا تعلق غیر مرئی مخلوق سے ہے اور ان کی قومی نسلیت کا تعلق نصف حیوانی اور نصف انسانی ہے، حیوانی سے مراد کوے کی مشابہت۔"

رامپال نے اس سے مجھے ملاتے ہوئے کہا کہ "تمہیں اگر میری غیر موجودگی میں اس سے آ کر ملنا ہو تو تم اسے اپنے دل میں یاد کرو۔ تمہیں اس کی آہستہ آہستہ پہلے ہلکی بدبو محسوس ہوگی اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک کوے کی صورت میں تبدیل ہو کر تمہارے سامنے آئے گا۔ اور پھر تم اس کے ساتھ کچھ دور جانا اور پھر جب تم انسانی دنیا سے کسی ویرانے میں آؤ گے تو یہ کوا پھر اپنی اصلی شکل یعنی انسانی روپ میں سامنے آ جائے گا۔"

بقول جلتن سنگھ میں نے اس سے اپنی دوستی پکی کرلی۔ رام پال کچھ عرصہ تو ہمارے ساتھ رہا لیکن بعد میں وہ صرف میٹرک کی تعلیم کو درمیان میں چھوڑ کر اپنے علاقہ بنگال چلا گیا تھا۔ اس غیر انسانی مخلوق (جن) نے مجھے خوب عیاشی کروائی مثلاً اس نے مجھے خوب کھلایا پلایا عیاشی کروائی۔ وہ مجھے کہتا تھا کہ اسے مجھ سے بہت لگاؤ ہو گیا ہے۔ اس جن نے مجھے کہا کہ "تو بے شک اسکول میں نہ پڑھا کر لیکن میں تجھے اپنی طاقت سے پاس کراؤں گا اور اس نے ایسا ہی کیا۔"

نیز اس نے بتلایا کہ اس کے باپ کا نام کٹھل سنگھ ہے، اس کے باپ کی توجہ اس کی تعلیم کی طرف تو ہے لیکن اسے اتنی توفیق نہیں ہے کہ وہ اس کے دیگر معاملات پر دھیان دے۔ جلتن سنگھ نے روتے ہوئے ہم دونوں کو کہا کہ "یار میں اپنے اس جن دوست سے اب جان چھڑانا چاہتا ہوں وہ اب مجھے بہت تنگ کرنے لگا ہے۔"

سفر رام نے اس سے پوچھا کہ "وہ تمہیں اب کس طرح تنگ کرتا ہے۔" جلتن سنگھ نے جواباً کہا۔

وہ مجھے نہ صرف الٹی سیدھی کراہیت والی چیزیں کھلانے پر مجبور کرتا ہے بلکہ بعض دفعہ مجھے ایسی ایسی جگہوں پر لے جاتا ہے جہاں جانے سے مجھے نفرت ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تو اب اس کوے خاندان کی مخلوق سے تعلق رکھنے والے جن سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"ہاں میں واقعی اس جن کو دوست بنا کر پچھتا رہا ہوں۔"

اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا کہ "اگر تم دونوں کو مجھ سے رتی برابر بھی ہمدردی ہے تو گرو کے واسطے میری اس سلسلے میں مدد کرو۔"

"اچھا تو پریشان نہ ہو۔ ہم تیرے لیے کچھ کرتے ہیں۔" سفر رام نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

میں پھر اپنی پڑھائی میں مگن ہو گیا۔ لیکن اس نے ساری رات جاگ کر اور سہمے ہوئے انداز میں گزاری۔ فجر کی نماز سے کچھ دیر پہلے اس نے عجیب وغریب آوازیں نکالنی شروع کر دی تھیں۔ میں اس کے قریب گیا تو اس نے مجھے بری طرح دبوچ کر دبانا شروع کر دیا۔ "فہیم مجھے اس کوے جن سے بچالے۔"

میں نے اس سے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا۔ "ہاں، ہاں میں تیرے لیے کچھ کرتا ہوں تو مجھے تو چھوڑ۔" میں نے بڑی مشکل سے اپنا پورا زور لگا کر اس کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑایا۔ وہ میرے پیچھے پیچھے مجھے پکڑنے کی غرض سے بڑی تیزی سے میری جانب بڑھا لیکن میں نے بڑی چابکدستی سے اپنے کمرے کا چوبی دروازہ بند کر دیا۔

میں گھبرا کر سیدھا ڈین کے کمرے میں گیا تو اس نے پریشان ہو کر مجھ سے پوچھا کہ "کیا مسئلہ ہے؟"

میں نے اس کو جلتن سنگھ کی پراسرار صورتِ حال بتائی تو اس نے مجھے کہا کہ:

"بیٹا تم اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرو اور میں سرِ دست اس ناگفتہ صورتِ حال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" پرنسپل نے فوری طور پر ہاسٹل کے دو مضبوط چوکیداروں کو بلا کر کہا کہ وہ متعلقہ ہاسٹل میں جا کر جلتن سنگھ کو قابو کر کے ہاسٹل کی اوپری منزل کے گودام میں بند کر دیں۔